بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انجمن احباب اہل سنت

کے سلسلۂ تبلیغ

سبیلِ ہدایت

کی ۱۸۳ ویں پیش کش

کراماتِ حضرت محدثِ اعظم پاکستان

رحمۃ اللہ علیہ

بیرونی حضرات ۲/ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

پتہ برائے رابطہ

ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری ناظم انجمن احباب اہلِ سنت

سہنسہ آزاد کشمیر

ھدیہ: دعائے خیر حق ممبران انجمن ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ واحبابہ اجمعین اما بعد۔ اس مختصر رسالہ "کراماتِ حضرت محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" میں ہم نے اپنے دادا اُستاذِ معظم حضرت مولانا شیخ الحدیث ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب چشتی قادری محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعض کرامات وخوارقِ عادات جمع کرنے کی برکت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرفِ مقبولیت بخشے۔ آمین

منظوم نذرانۂ عقیدت

اپنے وقت کے قطبِ زماں سردار احمد تھے۔ بہت پاکیزہ ہستی بے گماں سردار احمد تھے۔

انہیں نفرت بڑی تھی اہلِ سُنّت کے مخالف سے۔ غلاموں پہ بہت ہی مہرباں سردار احمد تھے۔

رُوباہی نہیں آتی تھی جن کی ذاتِ اقدس کو۔ وہ شیرِ اہلِ سُنّت بے گماں سردار احمد تھے۔

فتح خود چُومتی آتی تھی اُس میدان کے اندر۔ جس میدان میں جلوہ کناں سردار احمد تھے۔

فیصل آباد مرکز بن گیا تھا اہلِ سنّت کا۔ ہوئے جب اس جگہ جلوہ کناں سردار احمد تھے۔

مُعطر کر رہے ہیں پھُول جس کے آج عالم کو۔ بلاشک وہ بہارِ بے خزاں سردار احمد تھے۔

رہے ساری عُمر مشغول جو حق کی حمایت میں۔ وہ حامی دینِ حق کے بیگماں سردار احمد تھے۔

دیا تھا اہلِ سنّت نے لقب جن کو محدّث کا ۔ رموزِ دین کے وہ راز داں سردار احمد تھے ۔
نبیٔ پاک کی ہر ایک سنّت جن کی عادت تھی ۔ وہ میرِ قافلۂ عاشقاں سردار احمد تھے ۔
زمانہ فیض یاب ہوتا تھا جن کے فیضِ علمی سے ۔ علم کا وہ سمندر بیکراں سردار احمد تھے ۔
سہارا اِن کی ہستی بن گئی تھی اہلِ سنّت کا ۔ ہمارے واسطے جائے اماں سردار احمد تھے ۔

ڈٹے رہتے تھے جو باطل کے آگے رات دن قائم
صداقت کا وہ اک کوہِ گراں سردار احمد تھے

راہنمائے اہلِ سنّت سیّدی شیخ الحدیث ۔ سالکِ راہِ طریقت سیّدی شیخ الحدیث
چشمۂ رُشد و ہدایت سیّدی شیخ الحدیث ۔ منبعِ فیضانِ رحمت سیّدی شیخ الحدیث
حامیٔ حق و صداقت سیّدی شیخ الحدیث ۔ تھے سراپا خیر و برکت سیّدی شیخ الحدیث
ہیچ تھے جن کے مقابل میں مخالف آپ وہ ۔ ماہرِ علمِ شریعت سیّدی شیخ الحدیث
آپ نے روشن کیا حق اہلِ باطل کیلئے ۔ بن کے مہتابِ شریعت سیّدی شیخ الحدیث
بارشِ انوارِ رحمت ہو رہی تھی آپ پہ ۔ جب ہوئے واصل بجنّت سیّدی شیخ الحدیث
جب قیامت میں کھُلے گا دفترِ عصیاں مرا ۔ ڈال دینا نظرِ شفقت سیّدی شیخ الحدیث

قاسمِ مشتاق بھی رکھتا ہے الفت آپ کی
آپ کی کرتا ہے عزّت سیّدی شیخ الحدیث

اے امامِ اہلِ سنّت سیّدی شیخ الحدیث ۔ اے سراسر خیر و برکت سیّدی شیخ الحدیث

ہر دلِ مسلم میں ہے جوشِ عقیدت آپ کا ۔ کون نہیں مداحِ حضرت سیّدی شیخ الحدیث
علمِ دینِ مصطفٰے پھیلا گئے ہر سمت میں ۔ اہلِ برکت فیض در جبت سیّدی شیخ الحدیث
جس کے لب پہ تا دمِ تحریر رہا سبقِ حدیث ۔ جس نے کی دین کی یہ خدمت سیّدی شیخ الحدیث
بے پناہ عشقِ نبی پاک تھا اِن کو نصیب ، تھے علم دارِ عقیدت سیّدی شیخ الحدیث
آج بھی فیضانِ علمی بٹ رہا ہے آپ کا ۔ مرحبا اے نیک خصلت سیّدی شیخ الحدیث
حق پسندی آپکے روئے منور سے عیاں ۔ اے چراغِ بزمِ حکمت سیّدی شیخ الحدیث
اے گلستانِ شریعت کے محافظ مرحبا ۔ مرحبا اے فخرِ ملّت سیّدی شیخ الحدیث
اس لئے مقبول ہیں اہلِ علم میں اس قدر ۔ آپ نے کی دین کی خدمت سیّدی شیخ الحدیث
آپکے فیضانِ علمی کی بہاریں آج بھی ، قائم و دائم ہیں حضرت سیّدی شیخ الحدیث

قاسم ناچیز بھی ہے آپ کا دریوزہ گیر
اِس پہ ہو نظرِ عنایت سیّدی شیخ الحدیث

جماعتِ اہلِ حق کے پیشوا سردار احمد تھے ۔ محبِّ سرورِ ہر دو سرا سردار احمد تھے
بجایا جس نے علمِ دین کا ڈنکا زمانے میں ۔ وہ اہلِ علم کے فرمانروا سردار احمد تھے
مخالف جن کے آگے ٹھہر سکتا تھا نہ کوئی بھی ۔ دلائل جن کے پختہ تھے سدا سردار احمد تھے
جنہوں نے مسلکِ رضوی کو دی تاب و توانائی ۔ وہ پیروئے شہ احمد رضا سردار احمد تھے
کسر جس نے نہ چھوڑی دینِ حق کی پاسداری میں ۔ وہ اُستاذِ زمن وہ باوفا سردار احمد تھے
بڑے عابد بڑے زاہد بڑے عالم بڑے فاضل ۔ بڑی مقبول ہستی بے شبہ سردار احمد تھے

سمجھتے تھے جو گستاخِ نبیؐ پاک کو دشمن ۔ وہ دانشمند مردِ با خدا سردار احمد تھے
تذکارِ نبی سُن کر جو روتے تھے محبت سے ۔ وہ شیدائے حبیبِ کبریا سردار احمد تھے
مصافحہ جو نہ کرتے تھے کبھی گستاخ لوگوں سے ۔ وہ غیرت مند زیبِ اتقیاء سردار احمد تھے
نگاہِ لطف جن کی بخش دیتی تھی جلا دل کو ۔ جو تھے سرچشمۂ فیض و عطا سردار احمد تھے
بنا مرجعِ خاص و عام جن کا روضۂ اقدس ۔ وہ منظورِ نگاہِ کبریا سردار احمد تھے
جنہیں اُستاذ مانا تھا علم والوں نے قائم وہ
جماعتِ اہلِ حق کے سربراہ سردار احمد تھے ۔

رہبرِ کامل تھے حضرت سیدی شیخ الحدیث ۔ سُوئے حق مائل تھے حضرت سیدی شیخ الحدیث
آپ نے سکّہ جمایا آکر فیصل باد میں ۔ لمبے امام اہلِ سنّت سیدی شیخ الحدیث
بارشِ انوار ہوتی تھی وجودِ پاک پہ ۔ جب ہوئے واصل بحق سیدی شیخ الحدیث
نہ مصافحہ آپ نے کیا کبھی گستاخ سے ۔ اللہ اللہ اتنی غیرت سیدی شیخ الحدیث
زندگی بھر کی فروزاں آپ نے قندیلِ عشق ۔ عاشقِ شمعِ رسالت ۔ سیدی شیخ الحدیث
دیو کے بندوں کو جھکڑا آپ نے ساری عمر ۔ حامیِ دینِ شریعت ۔ سیدی شیخ الحدیث
مسلکِ احمد رضا خاں کو پھیلایا آپ نے ۔ یادگارِ اعلیٰ حضرت ۔ سیدی شیخ الحدیث
آج بھی پہنچا رہے ہیں آپ میرے قلب میں ۔ فیضِ انوارِ ولایت ۔ سیدی شیخ الحدیث
جس نے پکڑا آپکا دامن ہوا وہ کامیاب ۔ بن گئی ہے اُس کی قسمت ۔ سیدی شیخ الحدیث
علمِ قرآن اصول و ادب صرف و نحو میں ۔ رکھتے تھے پوری مہارت ۔ سیدی شیخ الحدیث

آپ تھے ہر ہر لمحہ کوشاں برائے دینِ حق ۔ متقی و نیک سیرت سیّدی شیخ الحدیث

نُورِ حق کی روشنی پھیلا گئے قاسمؔ بہت
ناشرِ علم شریعت سیّدی شیخ الحدیث

نورِ چشم طائفہ ابرار تھے شیخ الحدیث ۔ سُنیّوں کے قافلہ سالار تھے شیخ الحدیث
علم دینِ مصطفےٰ کی روشنی دیتے رہے ۔ ایک روشن علم کا مینار تھے شیخ الحدیث
راہِ حق آکر دکھائی حق فراموشوں کو ، بہت ہی فیض رساں سرکار تھے شیخ الحدیث
جس طرف دیکھو ہے کثرت انکے شاگردوں کی ۔ مسلکِ حق کے نگہدار تھے شیخ الحدیث
درس دینِ مصطفےٰ دیتے رہے اُس وقت بھی ۔ جبکہ مرض الموت میں بیمار تھے شیخ الحدیث
دشمنانِ اہل سنّت سے ہمیشہ بُغض تھا ، مصطفےٰ کے عشق میں سرشار تھے شیخ الحدیث
نہ مصافحہ آپ نے کیا کسی گستاخ سے ، اِس قدر گُستاخ سے بیزار تھے شیخ الحدیث
قیمتی اوصاف اُنکو حق نے کئے تھے عطا ، دستِ قدرت کا اِک شاہکار تھے شیخ الحدیث
اِن کا فیضانِ ولایت آج بھی سینوں میں ہے ، اولیائے وقت کے سردار تھے شیخ الحدیث
آپکی نعشِ مُبارک پہ ہُوا بارانِ نُور یہ علامت تھی کہ حق شعار تھے شیخ الحدیث

اِن کے شاگردوں نے قاسمؔ یہ بتایا ہے ہمیں
بہت خوش اخلاق خوش اطوار تھے شیخ الحدیث

راقم الحروف کی عقیدت مندی

راقم الحروف فقیر ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری غفر اللّٰہ تعالیٰ لہ،

کو حضرت قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کوائف بچپن میں اپنے ماموں و اُستاذِ محترم حضرت مولانا محمد شفیع حیدری سجادہ نشین دربارِ عالیہ نارہ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کی زبانی سُننے کا شرف حاصل رہا، اس وجہ سے حضرت صاحب کی عقیدت و محبت دل میں جاگزیں ہو گئی تھی۔ لیکن افسوس کہ بوجہ کم سنی و طالب علمی فیصل آباد حاضر ہو کر آپکا شرفِ دیدار نصیب نہ ہو سکا۔ اسی محبت نے اِس فقیر کو دینی تعلیم کے سلسلہ میں فیصل آباد جانے اور وہاں رہنے پر آمادہ کیا۔ الحمدللہ حضرت صاحب کے دربارِ گوہر بار و مزار پُرانوار پر اکثر حاضری کا شرف ملتا رہا۔ اور وہاں بھی اپنے اساتذہ کی زبانی آپ کے حالات سے آگاہی ہوتی رہی۔ مندرجہ بالا نظمیں لکھنا اور پھر ماہنامہ رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ میں ان کا شائع ہونا یہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہی کرامت ہے۔ اس لئے ہم نے ان نظموں کو بھی اِس کتابچہ میں شامل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی رُوحانی غائبانہ برکتوں سے ہمیں ہر جگہ مشرف رکھے۔ آمین۔

"کراماتِ محدثِ اعظم پاکستان"

کے عنوان سے مولانا محمد حسن علی قادری رضوی رقمطراز ہیں۔

"حضرت فیض درجت تاجدارِ اہلِ سنت نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعت مصدرِ فیوض و برکات مرکزِ انوار و تجلیات مولانا الحاج

الشاہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی بریلوی محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کا وجودِ مسعود سراپا کرامات تھا۔ اتباعِ سنّت و شریعت اور مسلک اہلِ سنّت پر استقامت ان کا نصب العین تھا۔ بلا شبہ اِن کی ذاتِ گرامی حقانیتِ اہلِ سنّت کی روشن دلیل تھی۔ اس مناسبت سے آپکی جامع معقول و منقول شخصیت کی جو کرامات میرے مشاہدہ میں آئیں یا اپنے خاص احباب علمائے کرام سے معلوم ہوئیں سپُردِ قلم ہیں۔

(۱) تقسیمِ ملک سے قبل بریلی شریف کے شرنارتھ ہندوؤں نے منظّم طریقہ سے جامعہ رضویہ منظہرِ اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف کے طلباء پر حملہ کر دیا۔ شرنارتھ ہندو ابھی حوض کے قریب ہی پہنچے تھے کہ حضرت قبلہ محدث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ ھُو کا نعرہ بلند فرمایا۔ نعرہ بلند ہوتے ہی ہندو نہایت گھبراہٹ کے ساتھ واپس دوڑے۔ معلوم ہوتا تھا کسی نے ان پر ایٹم بم گرا دیا ہے۔ بعض ہندوؤں نے بعد میں بتایا کہ جب ہم نے حملہ کیا تو ہمیں اللہ ھُو کے نعرہ کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ ہزاروں کا لشکر ہمارے مقابلہ میں تلواریں سونت کر نکل آیا ہے اور اب ہمارا بچنا محال ہے

(۲) ہندو مسلم فسادات کے دوران دار العلوم منظہرِ اسلام و مسجد بی بی جی کی حفاظت کے لئے حکومت نے پولیس کا پہرہ لگایا۔ پولیس میں ہندو مسلم دونوں شامل تھے۔ رات کو ان

میں سے ایک سپاہی کی ڈیوٹی ہوتی تھی کہ وہ جاگتا رہے اور باقی سو جائیں۔ اگر کوئی خطرہ ہو تو وہ سب کو جگا دے۔ ایک رات ہندو سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اچانک مجھے نیند آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار بہترین لباس سفید دستار مبارک باندھے مسجد و دار العلوم کے اردگرد چکر لگا رہا ہے نگرانی فرما رہا ہے۔ یہی چیز بیداری میں بھی دیکھتا رہا۔ اس سپاہی نے تمام آفیسروں سے اس کا ذکر کیا اور جب حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو بے ساختہ پکار اُٹھا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو رات کو گھوڑے پر سوار نگرانی فرما رہے تھے۔

(۳) لائل پور میں تشریف آوری کے ابتدائی ایام میں حضرت قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ عظمتِ شانِ رسالت اور حقانیتِ اہل سنّت پر تقریر فرما رہے تھے کہ اچانک مخالفینِ اہل سنّت کی طرف سے ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت زبردست حملہ ہُوا اور اینٹ پتھر برسنے شروع ہو گئے۔ اور حملہ آور اپنے مقصد نامہذب کا پول کھلتا ہُوا دیکھ کر شرانگیزی کرنے کیلئے اسٹیج پر چڑھ گئے۔ لیکن وہ حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرّہٗ العزیز کو نہ

---

[۱] یہ واقعہ مولانا محمد ابو داؤد صادق صاحب کی زبانی رضائے مصطفےٰ بابت ۲۱ شعبان ۱۳۸۲ھ کے صفحہ نمبر ۲ پر درج ہے

پا سکے۔ اسی طرح احباب و خدام نے بھی جب حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کو اسٹیج پر نہ دیکھا تو سخت پریشاں و مغموم ہوئے، اور آپ کی تلاش شروع کر دی۔ اسی دوران میں فضا سازگار ہونے کے بعد حضرت صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ ایک حسین مسکراہٹ کے ساتھ "گھبراؤ نہیں" فرماتے ہوئے ایک طرف سے رونق افروز ہوئے۔ اور فضاء نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ رسالت یا رسول اللہ محدث اعظم پاکستان زندہ باد حضرت قبلہ شیخ الحدیث زندہ باد بخدیت شکن نعروں سے معمور ہو گئی۔ اور آپ نے جہاں سے بیان چھوڑا تھا اسی انداز سے پورا فرمایا صبح کو لائل پور کی دنیا ہی بدل چکی تھی۔ ہر طرف آپکی عظمت و شخصیت کرامت و جلالت علمی کا شہرہ تھا۔

(۴) لائل پور تشریف آوری کے ابتدائی ایام ہی کا ذکر ہے کہ جب حضرت قبلہ شیخ الحدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دلوار د چھت سے بے نیاز شاہی مسجد میں درخت کے نیچے سلسلہ درس و تدریس شروع فرمایا تو دن درس و تدریس اور راتیں وعظ و تبلیغ میں گزرنے لگیں، مخالفین کو آپ کی بڑھتی ہوئی شہرت اور کامیابی ایک آنکھ نہ پسند آئی اور آپ کے خلاف غلط اور

بے بنیاد پراپگنڈہ شروع کیا اور لوگوں کو دھوکہ دینے لگے
کہ گول باغ میں ایک مشرک آیا ہُوا ہے، جب لوگوں نے سُنا
کہ گول باغ میں مشرک آیا ہُوا ہے تو جو یہ بات سُنتا دیکھنے کے
لئے آتا کہ پاکستان بننے کے بعد اب یہاں کون مشرک آ گیا ہے۔
جو بھی حاضرِ خدمت ہوتا آپ کی نورانی شکل وصُورت اور متبع
سنّت وشریعت سیرت وشخصیت کو دیکھ کر آپ ہی کا ہو رہتا۔
اور مخالفین سے کٹ جاتا اور آپ کا ہوکر رہتا۔ مخالفین کے اس
پراپگنڈہ سے ہزاروں بندگانِ خدا کو ہدایت نصیب ہوئے
(ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور بابت ۳ شعبان ۱۳۸۲ھ)

خواب میں بخاری شریف کی حدیث بتائی

اور یہی بزرگ "محدثِ اعظم پاکستان کی جلالت علمی" کے عنوان
کے ماتحت لکھتے ہیں: "مولانا محمد احسن صاحب چشتی نظامی کا بیان ہے
کہ ۲۰، محرم ۱۳۹۲ھ بروز منگل رات کو بندہ اپنے ایک مضمون کی
تکمیل کے لئے بخاری شریف کی اس حدیث کی جستجو میں تھا جس میں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت عزرائیل علیہ السلام کی
حاضری کے وقت صکہ فقعأ عینہ کے الفاظ ہیں۔ رات ساڑھے

دس بجے تک حدیث مبارک تلاش کی۔ مگر نہ مل سکی۔ اسی پریشانی کے عالم میں سوگیا۔ تھوڑا ہی وقت گزرنے کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ خواب میں حضرت محدّث اعظم نے اپنی زیارت سے مشرّف فرماکر ارشاد فرمایا۔ نظامی صاحب کیا بات ہے؟ پریشان کیوں ہو۔ بندہ نے واقعہ عرض کیا تو فرمایا ارے بندۂ خدا اس میں پریشان ہونے کی کونسی بات ہے۔ یہ حدیث تو بخاری شریف کے صفحہ نمبر ۱۷۸ پر ہے۔ لاؤ بخاری شریف۔ میں نے مطبوعہ اصح المطابع بخاری شریف پیش کی۔ آپ نے یکدم اُسے کھولا تو وہی صفحہ نمبر ۱۷۸ تھا۔ فرمایا یہ حدیث شریف ہے۔ میری آنکھ کھل گئی تو میں جلدی میں دیکھنے لگا کہ حضرت کہاں تشریف فرما ہیں پھر گھڑی دیکھی تو بارہ بجکر پچیس منٹ تھے۔ اسی وقت وضو کیا۔ دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ فوراً بخاری شریف مطبوعہ اصح المطابع کا صفحہ نمبر ۱۷۸ نکال کر دیکھا تو بعینہٖ اسی طرح حدیث موجود تھی۔ جس طرح حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے خواب شریف میں دکھائی تھی۔ سبحان اللہ بعد وصال خدمتِ حدیث اور خادمانِ دین کی پُشت پناہی و راہنمائی کی کتنی عمدہ مثال ہے۔

تین یادگار واقعات

میرے اُستاذِ محترم حضرت مولانا محمد شفیع حیدری خطیب نارہ ضلع راولپنڈی لکھتے ہیں۔ " محدثِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہم نشینی کا شرف فقیر کو ایک عرصہ تک رہا ہے۔ ۱۳۶۲ھ میں فقیر نے آپ کے پاس حدیثِ شریف پڑھ کر سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ اس ناچیز پر بے حد مہربان تھے۔ (آپ کے تین یادگار واقعات ہیں) پہلا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن میں اور مولانا محمد رفیق صاحب حصاروی صبح کے وقت دورہ حدیث شریف کا سبق پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ اپنے کمرہ میں بیٹھے ہوئے نہایت سوز و گداز کی حالت میں آنسو بہا رہے ہیں۔ اور تمام چہرہ مبارک آنسوؤں سے تر ہے۔ آپکی یہ حالت دیکھ کر ہم پریشان تو بہت ہوئے مگر پوچھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے مولانا محمد رفیق صاحب کو فرمایا۔ کہ آپ حلوائی کے پاس جائیں اور اکاون روپے کی مٹھائی لے آئیں۔ چنانچہ مولانا محمد رفیق صاحب مٹھائی لے آئے۔ تمام مدرسین و طلباء جمع ہو گئے حضرت صاحب بھی درس گاہ میں تشریف لے آئے اور نعت شریف اور ذکر پاک کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور اس دوران میں آپ کے آنسو

چشمانِ مبارک سے برابر جاری رہے۔ مجلس کے اختتام پر آپ نے دُعا فرمائی اور اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ میں اور مولانا محمد رفیق صاحب پاس بیٹھ گئے۔ آپ پر سوز کا وہی عالم تھا۔ فقیر نے عرض کیا حضور ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ آج کیا ماجرا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا۔ آج وہ تمنا پوری ہوئی جس کی تمام عُمر آرزو رہی۔ آج بوقت تہجد ذرا اونگھ آگئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آقا و مولا سردارِ دو جہاں رحمت عالم حبیب اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باکمال حُسن وجمال جلوہ فرما ہیں اور فرما رہے ہیں۔ اے سردار احمد مولا کریم نے آپکو لڑکا عنایت فرمایا ہے اُس کا نام میرے نام پر رکھنا اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ وہ وقت اور یہ وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گری کا نظارہ پیشِ نظر رہے اور رقتِ قلبی وسوز وگداز کی کیفیت طاری ہے اس کے بعد ہم دونوں اپنے ٹھکانے پر چلے گئے۔ اور بوقت عصر حسبِ معمول فقیر جب دوبارہ حاضرِ خدمت ہُوا اُسی وقت ڈاکیہ بھی آگیا اور حضرت شیخ الحدیث نے ڈاک کو ملاحظہ فرمانا شروع کیا۔ ایک خط پڑھتے ہوئے آپ مُسکرائے اور خط پڑھ کر فقیر کے حوالے کیا۔ میں نے خط دیکھا وہ حضرت کے بھائی صاحب کی طرف سے تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ مولیٰ کریم نے آپکو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ مُبارک ہو اور اُس کا نام لکھ کر روانہ کریں۔ چنانچہ آپ نے لڑکے کا نام محمد فضلِ رسول

لکھ کر روانہ فرمایا۔

دوسرا واقعہ

یہ ہے کہ بریلی شریف میں جلسۂ دستارِ فضیلت سے فارغ ہوکر آپ نے تبلیغی دورہ شروع فرمایا۔ فقیر بھی ساتھ تھا مختلف مقامات پر خطاب عام فرماتے ہوئے احمد آباد (گجرات) جلوہ افروز ہوئے۔ وہاں مدرسہ غوثیہ قادریہ کا افتتاح کیا اور فقیر کو مدرس مقرر فرمایا پھر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ اِن دنوں احمد آباد میں فریقِ مخالف کے مفتی سلطان حسن کے جلسے بھی ہو رہے تھے۔ ایک رات اہلِ سنت وجماعت کا جلسہ نہایت دھوم دھام سے ہو رہا تھا۔ اور حضرت شیخ الحدیث عشقِ رسالت میں مخمور ہوکر نہایت پُرجوش تقریر فرما رہے تھے۔ اِسی اثنا میں آپ کے پاس ایک رقعہ آیا جس میں لکھا تھا کہ مفتی سلطان حسن نے تھانہ میں رپورٹ درج کرائی ہے کہ مولوی سردار احمد کو شہر بدر کیا جائے۔ کیونکہ فساد کا خطرہ ہے۔ آپ نے یہ رقعہ پڑھ کر حاضرین سے فرمایا کہ مفتی سلطان حسن نے تھانہ میں رپورٹ درج کرائی ہے کہ مولوی سردار احمد کو شہر بدر کیا جائے کیونکہ فساد کا خطرہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ مفتی سلطان حسن نے ہمارے خلاف تھانہ میں رپورٹ درج کرائی ہے۔ اور ہم اس کے خلاف دربار شاہ عالم (احمد آباد کے مشہور بزرگ) اور دربار غوث اعظم میں رپورٹ درج کراتے ہیں اِس کے بعد آپ نے حضرت

شاہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف کی طرف رُخ کر کے فرمایا۔ اے حضور شاہ عالم میں آپ کے دربار میں رپورٹ درج کراتا ہوں کہ سلطان حسن کو شہر بدر فرمادیں اور پھر اسی طرح بغداد شریف کی طرف منہ کر کے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اور اس کے بعد حاضرین سے فرمایا کہ مفتی سلطان حسن نے بھی رپورٹ درج کرادی ہے اور ہم نے بھی یہ دو رپوٹیں درج کرادی ہیں۔ ان کا نتیجہ کل اسی وقت اسی جگہ اسی جلسہ میں سنایا جائے گا۔ کل تمام لوگ اسی جگہ اسی وقت پر آکر فیصلہ سن لیں۔

اس کے بعد آپ نے مسلسل تقریر شروع کر دی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اور صبح ہوتے ہی یہ خبر ملی کہ خدا جانے مفتی سلطان حسن کو کیا ہوا کہ وہ بوریا بستر باندھ کر پہلی ٹرین پر احمد آباد سے چلا گیا ہے اور شہر میں جو اس کے پروگرام تھے وہ دھرے کے دھرے رہ گئے۔ رات دوبارہ اسی مقام پر اہلِ سنت و جماعت کا جلسہ کمال شان و شوکت سے منعقد ہو رہا تھا۔ اور گذشتہ رات کی طرح پُر جوش تقریر فرما رہے تھے۔ اِس دوران میں ایک رقعہ آیا جس میں لکھا تھا کہ کل کا فیصلہ سُنایا جائے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ لو اب فیصلہ سنو۔ فیصلہ یہ ہے کہ شہر میں مفتی سلطان حسن کے اشتہارات لگے ہوئے ہیں پروگرام چھپے ہوئے ہیں۔ لیکن مفتی سلطان حسن موجود نہیں ہیں۔ حضور غوثِ اعظم اور سرکار شاہ عالم نے خُدا کے فضل سے اُنہیں شہر بدر کر دیا

ہے اور فقیر جس کے خلاف مفتی سلطان حسنؒ نے تھانے میں رپورٹ درج کرائی تھی کل کی طرح آج بھی تقریر کر رہا ہے ۔ اور آپ کے سامنے کھڑا ہے ۔ اب آپ خود سمجھ لیں کہ تھانے والوں کی طاقت زیادہ ہے جن سے مفتی سلطان حسن نے مدد مانگی تھی یا اللہ والوں کا تصرّف زیادہ ہے جن کے دربار میں ہم نے رپورٹ درج کرائی تھی ، آپ کے اس ارشاد سے مجمع تڑپ گیا اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت نعرۂ غوثیہ اور مولانا سردار احمد زندہ باد کے پُر جوش نعروں سے شہر گُونج اُٹھا ۔

تیسرا واقعہ

یہ ہے کہ جب فقیر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ احمد آباد شریف پہنچا تو آپ نے سب سے پہلے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضری دی ، اس وقت فقیر آپ کی بائیں جانب کھڑا تھا ۔ حاضری کے دوران فقیر کے قلب پر فیضان کا ایک ایسا شعلہ نمودار ہُوا کہ جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے ۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیسا نور تھا ۔ اور اس کی چمک و لذّت کا کیا عالم تھا ، ظاہر ہے کہ سب کچھ حضرت شیخ الحدیث کا صدقہ تھا ، اور اُن کی معیت کی برکت سے مجھے یہ حصّہ نصیب ہُوا تھا ، جن کے صدقہ میں فقیر پر اس

قدر فیضان ہُوا۔ ذرہ اندازہ فرمائیے کہ خود ان پر حضرت شاہ عالم کا فیضان کس قدر ہُوا ہوگا۔" حضرت شاہ عالم قدس سرّہ کے دربار فیض کی حاضری کے بعد حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر بزرگانِ دین کے مزارات شریف پر حاضری دی اور ان کے انوار وتجلیات اور فیوض و برکات سے بہرہ ور ہُوئے۔

آپ کے انتقال فرمانے کے بعد آپ کے جنازہ مقدس پر انوار کی جو بارش ہُوئی ہے فقیر اس کی تائید کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ حضرت کی شخصیت و مقام کے لحاظ سے اس میں کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب صرف ظاہری طور پر ہی عالم و فاضل اور علامۂ دوراں نہ تھے بلکہ باطنی لحاظ سے بھی مرد فقیر درویشِ باکمال، ولیٔ کامل اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپکے دل میں رچی لبسی ہُوئی تھی، اور بزرگانِ دین اولیائے کرام سے آپکو گہری عقیدت تھی و ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔

(رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ بابت ۲۰ رجب ۱۳۸۲ھ)

۱۴ دیوبندی مولویوں کو صحیح العقیدہ عالم دین بنایا

استاذ المحترم حضرت مولانا محمد شفیع حیدری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں

و ۱۳۶۱ھ میں ہم دورۂ حدیث شریف پڑھنے جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخل ہوئے۔ اس سال دیوبند کے ہم فارغ التحصیل مولویوں نے بھی ہماری جماعت میں داخلہ لیا تاکہ وہ دیکھیں کہ بریلوی مولویوں کا علم کتنا ہے اور کیا عقیدہ ہے بات نکلتے نکلتے نکل گئی۔ تو حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے متفکر ہو کر آپ سے اس بارہ میں مشورہ لینا چاہا۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہم پہلی جماعت سے طلبہ پر مال، وقت اور محنت خرچ کرتے ہیں تو

۱؎ اس واقعہ کی تائید ماہنامہ فیض رضا فیصل آباد بابت ستمبر سنہ ۱۹۷۲ء کے صفحہ نمبر ۲۶ میں مولانا شریف الحق رضوی امجدی کے اس بیان سے ہوتی ہے " میں نے ۶۱-۶۲ھ میں (حضرت مولانا سردار احمد صاحب سے بریلی شریف میں) دورۂ حدیث پڑھا میرے ساتھ بیس طلبا ء اور تھے جن میں بعض افغانی طالب علم وہ تھے جو دیوبند سہارن پور دہلی وغیرہ سے دورۂ حدیث پڑھ کر آئے تھے۔ انہی میں ایک طالب علم عبدالوہاب نام کے تھے یہ پانچ جگہ دورہ پڑھ کر سند لے کے آئے تھے الی ان قال چند ہی ماہ کے بعد خود کہنے لگے اب تک ہم اندھیرے میں تھے اب آنکھیں کھلیں۔ وہابیت سے بالکل بیزار ہو گئے۔ سچے سنی اور صحیح العقیدہ ہو گئے"۔ اھ بلفظہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہ مولوی بنتے ہیں ، یہ چودہ تو سبنے بنائے مولوی ہمارے ہاتھ آگئے۔ ان کو صرف سیدھا کرنے کی ضرورت ہے۔ مفتیٔ اعظم آپ کے اِس ارشاد پر مطمئن ہو گئے۔ حضرت شیخ الحدیث تدریس کے دوران اُن احادیث پر بہت وضاحت سے تقریر فرماتے جن کی بناء پر دیوبندی لوگوں نے اپنے مذہبِ باطل کی بنیاد رکھی ہوئی ہے۔ بالآخر اُن چودہ طلبہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم نے دیوبند میں تو کچھ پڑھا ہی نہیں ، ہمارے اُستادوں نے تو ہمیں اندھیرے میں رکھا۔ جب سال کے اختتام پر دورۂ حدیث شریف مکمل ہوا تو فقیر نے خود ان میں سے بعض طلبا کو اپنے دیوبندی اُستادوں کو کوستے ہوئے سُنا ۔ اور وہ سب صحیح سُنی مسلک پر قائم ہو گئے۔ یہ حضرت شیخ الحدیث کا فیضانِ صُحبت اور نگاہ شفقت اور کرامت کا نتیجہ تھا۔" والحمد للّٰہ علی ذلک ۔

جنازہ پر انوار کی بارش

مولانا معراج الاسلام صاحب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے سفرِ آخرت کا حال بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ۔

" جب (حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا) جنازہ کچہری بازار میں داخل ہُوا تو عشقِ رسالت کے جلوؤں نے اور ہی رنگ

اختیار کر لیا۔ اس کے اثرات نمایاں اور بہت واضح ہو گئے۔ اور یہ محسوس صورت میں نظر آنے لگے۔ ہُوا یوں کہ تابوت مبارک پر انوار و تجلیات کی بارش ہر آنکھ کو صاف طور پر نظر آنے لگی۔ ثقہ، جہاندیدہ، اہلِ علم بچے، جوان عورتیں ہر قسم کے لوگ وہاں موجود تھے۔ اور بڑے استعجاب کے عالم میں انوار کی اس بارش کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے تھے۔ کچہری بازار میں روزنامہ اخبارات کے دفاتر ہیں۔ ان کے مدیراں بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بذاتِ خود یہ سب کچھ دیکھا اور دوسرے روز اپنے اخبارات میں اس خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ روزنامہ عوام کے ایڈیٹر مسٹر خلیق قریشی نے لکھا "یہ امر واقعہ ہے کہ ایک نوجوان نے بہت سے لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی جن میں میں بھی شامل تھا۔ مولانا الحاج محمد سردار احمد مرحوم و مغفور کا تابوت جب کچہری بازار پہنچا تو تابوت کے اوپر باقاعدہ نور کی چمک اور نورانی لہریں نظر آتی تھیں۔ یہ روشنی اور اس کا عکسِ پُر نور ایک خاص حیطہ کے اندر تمام راستہ میں موجود رہا"۔

(ماہنامہ رضائے مصطفٰے بابت رجب ۱۴۰۱ھ)

گستاخ کی پہچان

مولانا محمد حسن علی قادری رضوی لکھتے ہیں "قیامِ پاکستان کے بعد دوسری مرتبہ زیارتِ روضۂ انور و مدینۂ منورہ و زیارت خانہ کعبہ و مکہ مکرمہ کے لئے لائلپور (فیصل آباد) سے چناب ایکسپریس پر روانہ ہوئے۔ ملتان چھاؤنی ریلوے اسٹیشن پر مشہور دیوبندی خطیب قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کی اور عوام کے بے پناہ اژدحام و بے مثال استقبال کا نظارہ کیا تو پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ بتایا گیا کہ مولانا سردار احمد صاحب ہیں۔ فوراً مصافحہ کے لئے آگے بڑھا۔ اور بظاہر عقیدت سے ہاتھ پھیلا دیئے۔ محدث اعظم پاکستان نے اپنی فراست سے نامانوس چہرہ دیکھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ پھر قدرے توقف سے فرمایا آپ کی تعریف؟ اس نے کہا مجھے قاضی احسان احمد کہتے ہیں۔ فرمایا فلاں فلاں عقائد و عبارات (حفظ الایمان۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ وغیرہ) کے متعلق اور ان کے مصنفین کے متعلق کیا خیال ہے۔ وہ گول مول کرنے لگا اور آپ نے مصافحہ سے دست مبارک کھینچ لیئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ الحمدللہ اس ہاتھ نے کبھی کسی بدعقیدہ کے ہاتھ سے مصافحہ نہیں کیا"

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔ رجب ۱۳۹۴ھ)

دربار حضرت داتا صاحب میں شیخ الحدیث صاحب کا مقام

مولانا محمد افضل کوٹلوی لکھتے ہیں۔ "حضرت خطیب اہل سنت مولانا علامہ سیّد غلام محی الدین صاحب گیلانی مدظلہ، خطیب اوکاڑہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ آپ کے وصال شریف کے چند روز بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ دربار داتا صاحب علیہ الرحمتہ میں حاضر ہوں۔ حضرت داتا صاحب علیہ الرحمتہ تشریف فرما ہیں۔ بائیں جانب حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ بیٹھے ہیں۔ میں محفل سے دُور کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ محفل میں شریک ہونے میں ہچکچاہٹ محسوس ہو رہی ہے۔ اتنے میں حضرت محدث اعظم علیہ الرحمتہ نے اشارے سے مجھے بُلایا۔ اور حضرت داتا صاحب علیہ الرحمتہ سے میرا تعارف کرایا۔ اس وقت آپ سفید لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ سرِ انور پر سبز عمامہ تھا۔ میں دیکھ کر تعجب کر رہا تھا کہ حیات ظاہری میں تو آپ نے ایسا لباس کبھی نہیں پہنا۔ یہی سوچ رہا تھا کہ حضرت داتا صاحب علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ سبز عمامہ آپ کے صاحب طریقت ہونے کی علامت ہے اور سفید لباس آپ کے عاملِ شریعت ہونے کی علامت ہے"

(ماہنامہ فیض رضا فیصل آباد بابت ستمبر ۱۹۷۲ء)

شریعت و طریقت کی تلواروں والی شخصیت

یہی بزرگ لکھتے ہیں۔ "جن ایام میں آپ لاہور میں ایف۔ اے کا داخلہ لینے کے سلسلے میں تشریف فرما تھے۔ ایک مرتبہ دربار داتا صاحب علیہ الرحمۃ میں حاضری دی۔ دربار کی سیڑھیوں پر ایک مجذوب بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر کہا اس شخص کے پاس دو تلواریں ہیں۔ میں ان دونوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کچھ عرصہ بعد جب آپ اپنے گاؤں دیال گڑھ میں تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے برادرِ اکبر حضرت حیات محمد صاحب علیہ الرحمۃ عرف روڈے شاہ سے یہ واقعہ بیان فرمایا۔ اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپکے ایک ہاتھ میں شریعت کی تلوار تھی اور دوسرے ہاتھ میں طریقت کی تلوار" (ماہنامہ مذکورہ بالا)

مؤلانا محمد مشتاق احمد فاروقی حیدرآباد نے کیا خوب لکھا

ع امام الفقر غوثِ وقت، قطب دورِ حاضر ہیں۔ حقیقت ہے کہ میعارِ ہُدیٰ سردار احمد ہیں۔
شریعت اور طریقت آشنا سردار احمد ہیں۔ حقیقت معرفت کے راہنما سردار احمد ہیں۔
کیا اہلِ نظر نے دیکھ کر صورت دیرتک کو۔ کہ بیشک ظلّ ذاتِ مصطفیٰ سردار احمد ہیں۔

(رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۲۱ شعبان ۱۳۸۲ ھ)

اولیائے کرام کے روحانی تصرف کا عقیدہ

مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔ "مدینہ منورہ کی روانگی سے قبل جمعہ شریف میں بڑی پُر کیف والہانہ انداز میں تقریر فرمائی جس میں سے بعض الفاظ آج بھی کانوں میں گونج رہے ہیں۔ فرمایا۔ لائلپور والو۔ آباد رہو۔ مدینہ کے مسافر جا رہے ہیں۔ تم نے ہمیں کافی تکالیف پہنچائیں۔ ہر طرح پریشان و تنگ کرنے کی کوشش کی۔ تمہارا خیال تھا کہ یہ ایک تنہا آدمی ہے۔ ہم اس کو دبالیں گے۔ نہیں کیا معلوم شہنشاہِ بغداد، خواجہ غریب نواز، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور داتا گنج بخش (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جیسی سرکاریں ہمارے ساتھ ہیں۔ اور ہمیں اُن کی پشت پناہی حاصل ہے۔"

(رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ بابت ۲۱ شعبان ۱۳۸۲ھ)

صاحبِ سجادہ و شیخ طریقت

ادارہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ "اپنے شیخ الحدیث نمبر" بابت ۲۱ شعبان ۱۳۸۲ھ میں حضرت مولانا شیخ الحدیث کے مقامِ طریقت کے بارہ میں لکھتا ہے۔

" آپ امام المناظرین و سید المدرسین اور چوٹی کے عالم و فاضل ہونے کے ساتھ صاحب سجادہ و شیخ طریقت بھی تھے، اور آپ کا سلسلۂ طریقت چشتیہ قادریہ تھا۔ سلسلۂ چشتیہ میں آپ حضرت مولانا شاہ سراج الحق صاحب گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف بخلافت تھے۔ اور سلسلۂ قادریہ میں حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز تھے۔ جہاں بسلسلہ درس و تدریس مختلف ممالک میں آپ کے بکثرت مایۂ ناز و نامور تلامذہ ہیں۔ وہاں بسلسلۂ طریقت بکثرت مقامات پر ہزاروں کی تعداد میں آپکے مریدین ہیں "۔

سبحان اللہ العظیم: اس سے بڑھ کر اور آپ کی کیا کرامت ہوگی کہ اللہ کریم جل شانہ، نے آپکو شریعت و طریقت کا تاجدار بنایا اور ہزاروں بندگانِ خدا کو ظاہری و باطنی فیض سے مستفید بنایا۔ والحمد للہ علی ذلک

وقتِ وصال کی کرامات

رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ بابت ۷ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ میں لکھا ہے " ۳۰ رجب المرجب جمعۃ المبارک کا دن گزار کر رات کو آسمان پر شعبان کا چاند طلوع ہوا اور شعبان کی پہلی رات ابھی گزرنے بھی نہیں پائی

تھی کہ ایک بجے رات اہل سنّت وجماعت کا یہ چاند رُولوپش ہو گیا۔ وصال سے چند روز قبل آپ کی زبان سے مسلسل یہ الفاظ سُنے گئے کہ ؎

بعد جمعہ جو کینجیو کام۔ اس کے ضامن شیخ نظام

چنانچہ جمعہ گزارنے کے بعد اُسی رات آپ نے آخرت کی تیاری کا کام سرانجام دیا۔ وقتِ وصال سے دو تین روز قبل آپ نے زیادہ باتیں نہیں کیں۔ اور زبان شریف زیادہ تر اللہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہی۔ عالمِ نزع کے وقت کسی گھبراہٹ اور شدّت وپریشانی کے آثار ظاہر نہیں ہُوئے۔ ذکر کا سلسلہ ختم ہونے اور اللہ اللہ کی آواز بند ہونے سے ہی حاضرین کو معلوم ہُوا کہ آپ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ہے۔"

انا للہ وانا الیہ راجعون

ے خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

وھذہ آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ الرسالۃ المبارکۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم صلے اللہ تعالیٰ وسلم

(۲۳ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ بمطابق ۲۴ فروری ۱۹۹۵ء)